خطبات

خواجہ شمس الدین

Acd 120

Track 1

47:38

اے انٹرویو ریڈیو ابو ظہبی

... بسم اللہ

ورکشاپ کے تمام شرائکاء میں تمام طلبہ طالبات اساتذہ اور اس ورکشاپ کو منظم کر نے والے لوگ بلا شبہ قابل آسائش ہے اور بلا شبہ ان لوگوںکے اوپر اللہ تعالیٰ کا کرم اور انعام ہے کہ ان سب لوگوںنے ورکشاپ کی تبلیغ میں اور ورکشاپ قائم کر نے میںاللہ تعالیٰ کی دی ہو ئی صلا حیتیوں کو استعمال کیا ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی کو ششیوں کو قبول فر مائے اور ہمیں اس علم کی دولت سے مالا مال فر مائے۔ جس علم کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ نے فر مایا: کہ حضور الصلوٰۃ والسلام سے علم کے دو لفظ ہیں۔علم ایک کا لفظ میں نے ظاہر کر دیا اور دوسرا لفظ میں نے چھپا لیا یا اپنے پاس محفوظ رکھا ۔لوگوں نے سوال کیا کہ علم کوئی چھپا نے کی چیز نہیں ہے آپ نے دوسرا لفظ جس کو اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اس کوبھی ظاہر کر دینا چاہئے۔ حضرت ہریرہ نے فر مایا یہ لفظ میں ظاہر کردوں تو مجھے اس بات پر کوئی شک نہیں ہے کہ تم لو گ مجھے قاتل کر دو گے ۔اس طرح حضرت ابن عباس نے بھی قرآن پاک کی ایک آیت کا ترجمہ کر کے فر مایا :کہ صاحب جو دو علوم چھپے ہو ئے ہیں ۔ایک وہ ہے جس کا ترجمہ میں نے بیان کیا تشریح میں نے بیان کیے لیکن اگر میں اس آیت کے پیچھے جو باطنی حکو مت ہے ۔اس کو ظاہر کردوں تو تم لوگ یقینا مجھے قاتل کر دو گے اور کر دو گے جہاں تک دنیاوی علوم کا تعلق ہے یہ دراصل نظریات کے سنگل ہو تے ہیں ۔افلا طون نے یہ نظریہ پیش کیا کہ قدرت جب تخلیق کرتی ہے انسانوں کے سلسلے میں اس میں تخلیق کے دو رخ ہو تے ہیں ۔تخلیق کا ایک رخ یہ ہے کہ قدرت ایسے انسان پیدا کر تی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ ایسے دماغ اور ایسی صلاحیت عطاکرتے ہیں کہ وہ لوگوں پر حکمرانی کے فرا ئض انجام دیتے ہیں اور اس تخلیق میں دوسرا گروہوں حکمرانی کو قبول کر تا ہے اور ساری زندگی غلامی کی زندگی بسرکر کے مر جاتا ہے۔ افلا طون کا نظریہ یہ تھاکہ آقا اور غلام قدرت پیدا کر تی ہے ۔افلا طون کے بعد سکرات پیدا ہو ا،دانش ور حکیم یا سائنسدان اس نے افلا طون کے نظریہ کی تجدید کی اس نے کہا نہیں ایسا نہیں ہے ۔قدرت سب کو ایک طرح پیدا کر تی ہے ۔بادشاہ ہو،فقیرہو، ،امیر ہو،دانش ور،ظالم ہو ،جاگیر ہو ،رحم دل ہو کوئی بھی پیشہ اختیار کر تا ہو ۔تو

جب وہ پیدا ہوتا ہے نہ وہ بڑا ہوتا ہے ،نہ وہ غلا م ہوتا ہے ،نہ وہ آقا ہوتا
ہے تو قدرت یکساں طور پر سب کو پیدا کر تی ہے۔ یعنی قدرت اپنی صفات میں
تخلیق یکساں منتقل کر تی ہے ۔یعنی تخلیق میں قدرت نے مساوات پیدا کئے ۔
لوگ اپنے مشاعرے سے چالا کیسے یا کچھ علوم حاصل کرنے کے بعد اس علوم
کوڈھال بنا کر خود آقا بن جا تے ہیںاور دوسرے لو گوںکو غلام بنا لیتے ہیں یہ
دراصل افلا طون کے نظرئیے پر ایک بہت بڑی درفت تھی۔ ایک درفت ہے وہ جو
حکمران تھا۔ یعنی بادشاہ لوگ،یا حکمران لوگ یا حمارا لوگ یا جاگیردار لوگ
بھوکلا گئے اور انہوں نے اس نظرئیے کی مخالفت میںجو بھی ان سے ہو سکا وہ
کیا اور نتیجہ میںتعریف بتا دی۔ آپ لوگ اس بات کو جانتے ہیں کہ سکرات کو
اپنے اس نظرئیے پر قائم رہنے کی سزاکے طور پر زہر کا پیالہ پینا پڑا ۔لیکن
سکرات کی موت کے بعد افلا طون کے نظرئیے پر اتنی بڑی ضرب پڑ گئی کہ
سکرات کے بعد سے اب تک جتنے بھی بڑے بڑے حکیم پیدا ہو ئے۔ ان میں یہ چیز
دوڑ کر تی رہی اور سکرات کے نظرئیے کو کوئی آدمی آج تک رد نہیں کر سکا ۔
یہ تو ہوا سکرات کے نظرئیے کو کچھ لوگ نے قبول کیا ۔کچھ لوگوں نے قبول
نہیںکیا۔ لیکن برحال یہ ایک نظریہ زمین پر قائم ہے ۔صدیوں سے کہ انسان کو
قدرت یکساں طور پر پیدا کر تی ہے۔بادشاہ ہو، امیر ہو ،غریب ہوْبچپن ایک
طرح گزرتا ہے،لڑکپن ایک طرح گزرتا ہے ۔البتہ ماحول کے زیر اثر انسانی صلا
حیتیں یا تو روشن منورہو جاتی ہیں یا دالال ہو جاتیہیں ۔یہ نظریاتی جنگ جب
سے شروع ہو ئی تاریخ اس بارے میں خاموش ہے ۔لیکن اس نظرئیے کی تعید اور
تبلیغ کے لئے اگر ہم الہامی کتابوں کا مطالعہ کر یں ۔تو ہمیں یہ بات نظر آتی
ہے یہ بات تاریخ میں ملتی ہے تمام آسمانی کتابیں الل حیراناس بات کو ظاپر کر
تی ہیں کہ زمین کسی مخصوص جڑو کی ملکیت نہیں ہے ۔زمین کے اوپر پھیلے
ہو ئے وسائل کسی مخصوص گروہوںکی ملکیت نہیں ہے۔لوگ چلا کی سے ،ہو
شیاری سے ،شیطنت سے ،کبرو غرور سے ،گستاخی بر تری کے وجہ سے کچھ ایسے
پروگرام بنا لیتے ہیں جن پروگرام کی وجہ سے دو گروہوں آمنے سامنے آجا تے
ہیں۔ایک گروہوں وسائل پر قابل ہو کر اپنے اردگر د طاقت جمع کر لیتا ہے ۔ اور
دوسرا گروہوںاس طاقت کا مقابلہ نہ کر تے ہو ئے غلا می کی زندگی بسر کر تا
ہے ۔جتنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لا ئے ۔ان سب کی یہی تعلیم رہی
کہ یہاں کو ئی بڑا نہیں ہے۔ کوئی چھوٹا نہیں ہے۔یہ جو قبیلے ہیں ،یہ جو
قومیں ہے یہ صرف تعارف کے لئے بنا گئے ہیں وہ...و قبائل تعارفو...یہ قبیلے جو
ہیں تعارف ذریعہ ہیں۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک وہی لوگ افضل ہیں ۔جو اللہ کو
جا نتے ہیں ۔اللہ کے قانون پر عمل در امت کر تے ہیں اور یہ وہ نبیاء ہے۔ جس
کو ہم نبیاء رنگ ونور کہتے ہیں ۔آج کی ورکشاپ میں آپ لوگ نبیاء رنگ و نور پر
غوروفکر کریں گے ۔نبیاء رنگ ونور کا مطلب یہ ہے۔ انبیاء اکرام علیہ والسلام
کی وہ طرزفکر جس طرز فکر میں آسمانی کتابوں کی نشاندہی کر نے والے
علوم انبیاء نے پیش کئے اور رنگ و نور میںیہ بات واضع طور پر بتائی گئی کہ

انسان کو جو مقصد حیات ہے وہ محزوسائل کا اکھٹا کر نا یا وسائل کا استعمال
کر نا مقصد نہیں ہے بلکہ انسان کی پیدا ئش کا مقصد یہ ہے جس نے انسان کو
پیدا کیا ۔جس ہستی نے اورجس ہستی نے وسائل بنا ئے اور وسائل کو قابل کیا۔
اس ہستی کا تعارف دراصل انسان کی زندگی کا مقصد ہے ۔یہی نظریہ رنگ و
نور ہے ۔مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذہنوں کو کھولے گا ۔ہمارے خلوص
کو قبول فر مائے گا۔ہمارے ذہن میں جو شعور کی حد بندی ہے۔ محدودیت ہے
اس سے اللہ تعالیٰ ہمیں نجات دے گااور ہم پیغمبران طرزفکر یعنی نبیاء رنگ نور
کوسمجھیں گے اور نبیاء رنگ و نور کو سمجھ کر پوری نوع انسانی میں اس کو
پھیلا نے کے لئے جدو جہد اور کوشش کر یں گے ۔اللہ تعالیٰ ہمارا حامی اور مدد
گار ہو ۔ تھوڑی سی ریکوڈنگ میں مسئلہ

تلا وت سورہ حشر کا آخری رکوع ...

سورہ حشر کے اس آخری رکوع میں میں نے آپ کے سامنے ابھی تلاوت کی ہے
اللہ تعالیٰ نے غوروفکر کی دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ
ہم لو گوں کومثالیں دے کر سمجھا تے ہیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نے بھی فر
مایاہے کہ اگر ہم قرآن کو پہا ڑوں پر نازل کر دیتے تو پہاڑ رذے ،رذے ہو جاتے ۔
اور یہ مثالیں ان لو گوںکیلئے ہیں جو غورو فکر سے کام لیتے ہیں۔اس کے بعد اللہ
تعالیٰ نے اپنی صفات اسماء کا تذکرہ کیا اور یہ بھی فر مایا ہے کہ صفات کی
اسماء کا فائدہ یہ بھی ان لوگوںکو فائدہ پہنچتا ہے ۔جو اللہ تعالیٰ کی طرف
متواجہ ہو تے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر تے ہیں ۔پہلی بات تو یہ ہے کہ
قرآن کے بارے میں یہ ارشاد کہ قرآن شریف اگرپہاڑوں پر نازل کر تے تو پہاڑ رذے
رذے ہو جاتے۔۔ قرآن پاک کے اندرکی جو حکمت قرآن کی طاقت اور قرآن کے اندر
جوانوارو تجلیات کا جلال اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے فر مایا ہے ۔ایک آدمی بڑی
آسانی کے ساتھ دس بیس قرآن اپنے سر پر رکھ سکتا ہے وہ میل دو میل پیدل
بھی چل سکتا ہے ۔قرآن پاک کا اس طرح سر پر رکھنا اور قرآن پاک کے اندراتنا
نہیں کرتا کہ قرآن کو پہاڑوں پر نازل کر دیا جائے کہ پہاڑ رذے رذے ہو جائیں گے
قرآن پاک کی جو حکمت اللہ نے بیان کی ہیں وہ ایک طاقت ہے ۔ایک بہت بڑی
طاقت ایسی طاقت کہ شعور اس کو کسی بھی طرح برداش نہیں کر سکتا ۔
شعوری اعتبار سے پہاڑ اللہ تعالیٰ کی ایسی صنعت ہے۔ ایسی تخلیق ہے کہ
جس کے بارے میں شعور یہ جانتا ہے کہ پہاڑ بہت مضبوط چیز ہیں ۔پہاڑ چٹان
ہے۔ اس میں اگرگہن بھی چلا ئی جائے تو اس کے اندر نے درار پڑھتی ہے ۔نہ وہ
ٹوٹتا ہے بلکہ یہی ہو سکتا ہے اس گہن کی وجہ سے آدمی خود زخمی ہو جاتا
ہے۔ یہ ایک شعور ی بات ہے جو ہر انسان جانتا ہے جو پہاڑ جو ہیں بہت سخت
جال ہو تے ہیں بڑی سے بڑی طاقت کو برداش کر لیتا ہے ۔وہ شعور ی اس کے
اندر جو مزاحمت ہے ۔شعوری اس کے اندر جو ساکت ہے ۔اس کا تذکرہ پہاڑ کے
نام سے کیا جا تا ہے۔ اللہ تعالیٰ فر ماتے ہیں :اگر ہم قرآن کو پہاڑ پر نازل کر

دیتے تو پہاڑ رذے رذے ہوجاتا۔ اب قرآن پاک انسان پر نازل ہو اہےانسانوں کے لئے
نازل ہوا ہےاس کا مفہوم یہ نکلا کہ انسانوں کی جس ایجنسی پر جس انسان کے
ذہن اور دماغ کے جس حصے پرقرآن نازل ہوا وہ پہاڑو ں سے اور چٹانوں سے
زیادہ مضبوط ہے۔ اگر انسان پہاڑوں سے اور چٹانوں سے زیادہ مضبوط نہ ہو تا
تو قرآن کے عنوان کی ضروریات سے یہ بھی رذے رذے ہو جاتا اور ایک طرف تو
اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہمارے لئے نشاندہی ہے کہ انسان ساکت کے اعتبار
سے ،برداش کے اعتبار سے انسان پہاڑوں سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ دوسری
طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم قرآن پاک کودو چا دس بیس رکھنے کے با وجود
ہمارے اوپر اتنا بوجھ نہیں پڑھتاکہ جتنا ایک بوری وزن اٹھا نے سے آدمی بوجھ
محسوس کر تا ہے اور اس کی ٹانگیں کپکپانے لگتیں ہیں ۔تو اس کا یہ مفہوم
نکلا کہ ہم جس طرح قرآن کو پڑھتے ہیں ۔ہم جس طرح قرآن کو شعوری طور
پر دیکھتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق قرآن کی حکمت قرآن کی
تعلیمات اور قرآن کے انوار سے فائدہ اٹھا لینا نہیں ہے ۔یہ بات آپ لوگوں کی
سمجھ میں آگئی ہے کہ قرآن محز صفات پرلکھئے ہوئے الفاظ کا نام نہیں ہے ۔
قرآن کے جو الفاظ ہیں اس کے اندر معنی اور مفہوم ہے اور جو حکمت ہے اس
کا نام قرآن ہے ۔الفاظ کی جادوگری ہے کہ اگر آپ کسی آدمی سے شیر ی
الہان سے بات کریں اور خود مختاری سے پیش آئیں تو الفاظ کا اثر انسان کے
دماغ پر اچھا پڑھتا ہے۔لیکن اگر آپ نفرت سے حکارت سے کرک آواز سے بات
کریں تو الفاظ کا اثر مورت سے ہو تا ہے۔ انسان پر بوجھ پڑھتا ہے تو آواز الفاظ
کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔الفاظ آواز کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔تو اللہ تعالیٰ نے
فر مایا ...کہ ہم مثالیں دے کر بیان کر تے ہیں انسانوں کو تاکہ وہ سوچ وچار
کریںاور تفکر کریں۔ توقرآن کی طاقت کا اندازہ کر نا قرآن کی حکمت سے فائدہ
اٹھا نا ،قرآن کے الفاظ کے اندر جوانوار اوار تجلیات کام کر رہے ہیں۔ان کو
دیکھنا ،سمجھنا اور ان الفاظ کی روشنیوں سے اپنے اندر جگمگاتی دنیا کو دیکھنا۔
اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اسی وقت ہے۔ جب ہمارے اندر تفکر کا

pattern

ہو اگر تفکر کا

pattern

ہمارے اندر نہیں بنے گا۔تو ہم قرآن سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اگر ہمارے اندر
سوچ ،سمجھ، بصارت،بصیرت پیدا نہیں ہو گی قرآن سے ہم فائدہ نہیں اٹھا
سکتے۔ تو آج کی یہ آپ کی جو ورکشاپ تھی اس میں جتنے بھی گھنٹے آپ کو ملے
یہ سارا وقت آپ نے سوچ وچاراور تفکر میں پو را کیا ہے ۔ یہی تفکر اگر ہم
اپنی زندگی پر محید کر لیں ۔اور یہ چند گھنٹے کا تفکر ہماری زندگی کااحاطہ کر
لیں ۔تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہمارے اندر تفکر کا ایسا

pattern

بن جائے گا کہ جس

pattern

میں اتنی طاقت اور سا کت ہو تی ہے کہ وہ قرآن کو برداش کر لیتا ہے ہاس
قرآن کو برداش کر لیتا ہے. جس قرآن کو پہاڑ بھی برداش نہیں کر سکتےنظریے
رنگ و نور کے تحت آج بھی ورکشاپ بلا شبہ سوچ ،ریسرج اور تفکر کی ایک
مثالی نشست تھیہیہ مثالی نشست ہمیں اس بات کی دعوت دیتی ہے اور
ہمیں اس طرح متواجہ کر تی ہے کہ جس طرح ہم نے یہاں اجتماعی طور پر اور
انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو پورا کرنے کے جدو جہداور کوشش
کی ہیں کہ انسان تفکر کے علاوہ کچھ نہیں ہے ہم یہاں سے جانے کے بعد بھی
تفکر کو اپنا شار بنا ئیں گےہتفکر کے لئے وقت نکا لیں گے ہ اس وقت تک جب تک
ہم اس قابل نہ ہو جائیں کہ قرآن کی عظمت اور رقرآن کی حکمت کو پوری
طرح سمجھ سکیں ہآپ حضرات اپنے اللہ کے نام پر جس طرح وقت نکلا یقینا یہ
اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے کے لئے ایک جذبہ ہے، جہد ہے،کوشش ہے اور اللہ
تعالیٰ قرآن پاک میں اس بات کا وعدہ فر مایا ہے کہ جو لوگ میرے لئے میرے
راستے میںجدوجہد کر تے ہیں اور اس جدو جہد میں انسان کی اپنی ذا ت سوار
نہیں ہو تی ہصرف اللہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ
راستے بھی ہدایت بخشتا ہے ...والذین جھا دو فی نا ...وہ لوگ جو خلوص دل سے
ایثار سے اپنی ذات سے ہٹ کر اللہ کے لئے جدو جہد کر تے ہیں ہاللہ تعالیٰ فر
ماتے ہیں کہ ہم نے لازم کر لیا ہے کہ ہم ان کو ا پنے راستوں کی ہدایت عطا
کریں گے ہراستوں کی ہدایت سے مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی
کے لئے کو ئی ایک راستہ متعین ہوہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایک لا محدود ہستی
ہے ہکسی لا محدود ہستی تک پہنچنے کے لئے کسی ایک راستے کا تعین نہیں کیا
جا سکتا ہکو ئی ایک بہت بڑا شہر ہے ہاس ایک بڑے شہر کے لئے کو ئی ایک
راستہ متعین نہیںہو تاہ بہت سارے راستے ہو تے ہیںتو اللہ تعالیٰ نے جو راستے
اپنے لئے متعین کیا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے دین فر مایا ہےہ وہ دین ایک ایسا
راستہ ہے کہ اس میں لاکھونکروڑوں تفکر کی راہیں انسانی ذہن کے اندر سے
نکلتی ہیں ہاورانسان اس دین مبین کے راستے پر شہراہ پر چل کر بے شمار
چھوٹی چھوٹی سڑکوں سے پر ڈنڈیوں سے گلیوں سے نکل کر اس دنیا میں پہنچ
جاتا ہے کہ جہاں انسان کو اللہ تعالیٰ کو سوراخ ملتا ہے ہ ورکشاپ کا مقصد
ہی یہی ہو تا ہے کہ انسان کی سوئے ہو ئی صلاحتیں بیدار ہو ں ہ اور انسان کے
اندر ساکت پیدا ہو،انسان کے اندر شعور ی محدودیت جو ہے وہ لا محدودیت کا
سبق شروع کر دے ہمیں نے کچھ دیر آپ حضرات میں رہ کر یہ محسوس
کیااوردیکھا کہ جتنے بھی لوگ افہام و تفہیم میں لگے ہو ئے تھے ہاللہ کے فضل و
کرم سے ان کا سوال کے اوپر جواب کے اوپر یا لفظوں کی معنی علوم مفہوم کے

او پر ارتقاض تھا۔ان کے ذہن میں کہیں اِدھر اُدھر کا خیال نہیں تھا اور میں
سمجھتا ہوں کہ ورکشاپ کی یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ مسلسل ڈھائی یا تین
گھنٹے ایک ذہن ہو کر ایک نقطے پر تواجہ مرکوزرہے۔ میرے خیال سے یہ
ورکشاپ کامیاب رہی ۔آپ کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساکت بڑی
شعور کی درمندگی وہ کم ہو ئی اور آپ کے دل میں اور دماغ میں ایسے روزن
کھولے۔ جس روزن سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجلی اور انوارات کا
انہقاص ملا ۔اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو او ر مجھے اور آپ کو تو فیق عطا فر
مائے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اپنی زندگی کو ان طرزوں پر گزاریں
جو طرزیں انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حا صل ہو ئیں اور وہ زندگی کی
طرزیںصرف اور صرف تفکر اور اللہ کے ساتھ وابسطہ ہیں ۔انشا اللہ ہم صراط
مستقیم پر چل کھڑے ہو ئے ہیں اور جب کوئی بندہ صراط مستقیم پر قدم بڑ ھا
دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جب بندہ میری طرف جب ایک قدم بڑ ھاتا ہے
تو میں اس کی طرف دو قدم بڑھا تا ہوں۔جب کو ئی بندہ صراط مستقیم پر
میری طرف لپکتاہے۔ تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں ۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل
و کرم سے حضور قلندر بابا اولیائکے فیض سے ہمیں صراط مستقیم پر کھڑا کر دیا
ہے ۔اب یہ ہمارا کام ہے اگرہم ایک قدم بڑھا ئیں گے تو اللہ تعالیٰ دو قدم
ہماری طرف بڑھا ئے گا ۔یعنی ایک قدم ہم نے بڑھا یا دو قدم اللہ آیا ۔اس میں
یہ فائدہ ہو گا کہ ہم اللہ سے تین قدم قریب ہو جائیںگے۔اگر ہم اللہ کی طرف
لپک کر چلیں گے تو ظاہر ہے اللہ تعالیٰ ہماری طرف دوڑ کر آئے گا ۔دوڑ کر آنے
کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح دوڑتے ہیں۔جیسے زمین پر ہم
دوڑتے ہیں ۔یہ اللہ تعالیٰ کا اور ہمارا رشتہ اور تعلق ٹائم اسپیس کے تحت ہو
جائے گا ۔دوڑنے کا مطلب قربت ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ جتنے آپ سے قریب ہے وہ
قربت آپ کے اوپر کھول جائے گی ۔ آپ یہ دیکھنے لگیں گے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے
کتنے قریب ہے ۔جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی قر بت کا تعلق ہے خود اللہ تعالیٰ نے
فر مایا ہے ''کہ میں تمہاری رگ جان سے زیادہ قریب ہوں'' ۔خود اللہ تعالیٰ نے
فر مایا ...وفیھل فوسیقون...میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوںنہیں ؟
یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک طرح آپ کو متواجہ کیا ہے کہ تم لوگ اس قدر نادان ہو
اللہ تعالیٰ سے قربت حاصل کر نا چاہتے ہیں اور ٹائم اسپیس کی حد بندیوںسے
گزر کر اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کی شکل صورت میں دیکھنا چا ہتے ہو ۔ٹائم
اسپیس کے بارے میں میں ابھی ختم کر رہا ہوں ٹائم اسپیس کے بارے میں کافی
یہاں میں نے سنا ہے۔ ما شا اللہ بڑی اچھی اچھی انہوں نے باتیں کیں میں جہاں
تک سمجھتا ہوں کہ ٹائم اسپیس کیا چیز ہے؟انسان کی زندگی کا اگر مطالعہ کیا
جائے تو انسان کی زندگی حرکت کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔کھانا،پینا ،چلنا ،پھرنا
حرکت حرکت کے علاو ہ انسان کی زندگی کیا ہے ؟کائنات کی زندگی حرکت کے
علاوہ کچھ نہیں ہے ۔کائنات میں کوئی چیز ٹہری ہو ئی نہیں ہے ۔کائنات میں
اگر اربوں، کھر بوں ،سلکھوں افراد ہیںافرادکے لئے علاج سورج ایک فرض

ہے ،چاند ایک فرض ہے ، ستارے ایک فرض ہے ،جنات ایک فرض ہے، فرشتے ایک
فرض ہے اربوں ،کھربوں، سلکھوںمیں سے کو ئی ایک فرض رک جائے تو کائناتی
سسٹم ٹوٹ جائے گا ۔کائنات ختم ہو جائے گی ۔کن کا عمل درامت رک جائے گا۔
کائنات مسلسل حرکت کانام ہے۔ جب کائنات مسلسل حرکت کا نام ہے تو کائنات
میں سب سے بڑی موجودہ اشرف مخلوق انسان ہے۔ وہ بھی حرکت کے علاوہ
کچھ نہیں ہے۔ ایک انسان دو پیروں سے زمین پر چلتا ہے ہو تا یہ ہے کہ ایک پیر
وہ اٹھا تا ہے، دوسرا پیر زمین پر رہتا ہے ،تو پہلا پیر اٹھا کر جب وہ زمین پر
رکھتا ہے ،تو اس کو حرکت کے دو تعینات سے گزرنا پڑھتا ہے ۔حرکت کا ایک تعین
یہ ہے کہ کسی قسم کے تحت اسے زمین پر پیر رکھنا ہو تا ہے ۔ حرکت کا دوسرا
تعین یہ ہے اسے کشش ثقل میں داخل ہو نے کے لئے اسے پیر اٹھا کر خلا ء میں
کچھ وقفے کے لئے رکنا پڑھتا ہے ۔تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ انساکا ایک پیر اٹھ
کرجن دوسرا پیر زمین پر پڑھتا ہے تو دراصل وہ زمین نے اوپر نہیں چل رہا ہے۔
وہ خلاء میں قدم رکھ رہا ہے اگر خلا ء نہیں ہو گا تو حرکت نہیں ہو گی ۔
حرکت کے لئے خلا ء کا ہو نا ضروری ہے ساتھ ساتھ خلاء کے ساتھ ساتھ کشش
ثقل کا ہو نا بھی ضروری ہے ۔جب انسان دو پیروں سے چلتا ہے تو ایک پیر اس
کا یہاںرکھا ہو اہے اور دوسراپیریہ اسے دونوں پیر زمین پر رکھے ہو ئے ہیں۔ایک
پیر اور جب ایک پیر اٹھا تا ہے آد می تو ایک پیر اٹھا نے کے اورپیر رکھنے کے درمیان
میں جو خلاء ہے وہ زمانیت ہے ۔انسان زمانیت اور مکا نیت دو دائرے میں حرکت
کر تا ہے اور یہاں کشش ثقل نہیں ہی خلاء ہے اسے زمانیت ہے اور جہاں
کشش ثقل ہے زمانیت سے انسان کچھ دیر کے لئے کچھ وقفے کے لئے یہ محسوس
کر تا ہے کہ میں خلا ء میں نہیں ہوں مثلاً زمانیت ،زمانیت اللہ ہے ،زمانیت خالق
ہے ،مکا نیت مخلوق ہے ۔اللہ تعالیٰ نے جو قانون نافذ کیا ہے ۔کائنات میں وہ یہ
ہے کہ جب انسان خلا ء میں ہوتا ہے ۔زمانیت میں ہو تا ہے۔جب انسان کے پیر
کسی ٹھوس چیزسے ٹکرا جا تے ہیں اور وہ وزن محسوس کر تا ہے وہ سب مکا
نیت ہے ...حضور پاک ؐ کا ارشاد ہے''کہ زمانیت اللہ ہے زمانہ اللہ ہے ...زمانہ
کو بڑا نہ کہو زمانہ اللہ ہے۔تو انسان کی جتنی بھی حرکات اور سکنات ہیں۔
اس ہر حرکت میں اس کا رشتہ زمانیت کے ساتھ قائم ہے
اور زمانیت کے ساتھ رشتہ قائم ہو نے کا مطلب یہ ہے کہ ہر دو قدم کے درمیان
اس کو اللہ کے اندر داخل ہو نا پڑھتا ہے ۔جب تک وہ اللہ کے اندر داخل نہیں ہو
گا وہاسپیس زیر بحث نہیں آئے گا ۔اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے فر مایا ہے :جہاں
تم ایک ہو وہاں میں دوسرا ہوں ،جہاں تم دو ہو وہاں میں تیسرا ہو ں ۔ٹائم
اسپیس کو سمجھنے کے لئے بہت آسان بات یہ ہے کہ جب تک انسان کے اندر
ساکت پیدا نہیں ہو تا ،جب تک انسان کے اندر بوجھ محسوس نہیں ہو تاہے جب
تک انسان کو شعور کسی ایک جگہ ٹہرتانہیں ہے تو وہ اسپیس ہے اور جب
انسان بوجھ سے کشش ثقل سے آزاد ہو تا ہے ۔تو وہ سب کا سب ٹائم
زمانیت،زمانیت ہر انسان ایک طرف زمانیت میں لٹکا ہو اہے اور دوسری طرف

اسپیس اسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے یہ کشش گریز کا ایک لا متنہائی
سلسلہ ہے۔ جس میں انسان ازل میں پیدا ہوا وہاں سے مختلف دنیائوں میں ہو
تا ہوا اس عالم ناسوت میں پیدا ہوا۔عالم ناسوت میں سے دوسری دنیا میں چلا
گیا۔ کہیں بھی آپ جائیں اراف میں جائیں حشر اور نشر میںجا ئیں ،یوم المزان
میں جائیں ۔جنت میں جائیں ،دوزخ میں جا ئیں وہاں ایک ہی کام ہو گا ۔اگر
جنت کے اوپر اسپیس نہ ہو تو وہاں درخت نہیں ہو نگے اور اگر جنت میں درخت
نہ ہو تو وہاں شہد کی دودھ کی لہریں نہیں ہو نگی اگر جنت میں اسپیس
نہیں ہو گا تو سونے ،چاندی،موتی ،زیوارات کا ملاپ کا تذکرہ بے معنی ہوجا ئے گا
۔ہر جگہ اسپیس ہے ۔ہر جگہ زمانیت ہے ۔ ہر جگہ اللہ ہے اور ہر جگہ
مخلوق ہے۔انسان یہ سمجھتا ہے کہ جنت اس دنیا کی طرح نہیں ہے وہاں ٹائم
اسپیس نہیں ہے اگر وہاں ٹائم اسپیس نہیں ہو گا تو آپ کہاں رہیں گے، کہاں
چلیں گے،کہاں پھریں گے ،کتنے پھل کھا ئیں گے ، کس طرح آپ حوروں غلماء کا
آپ نظارہ کر یں گے ۔ہر جگہ اسپیس ہے ہر جگہ ٹائم ہے ۔فرق یہ ہے اگرآپ
اس بات کو جان لیںکہ اسپیس یعنی مکا نیت اور زمانیت کا آپس میںایک دوسرے
کے ساتھ رشتہ کیا ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو آپ جہاں بھی رہیں وہ
جنت ہے ۔ اگر آپ اس دنیا میں اس رشتے کو تلا ش کر لیں کہ انسان ایک قدم
اٹھ کر زمین سے اور دوسرے قدم پر پڑھتا ہے تو وہ وقفہ ہے چاہے وہ ایک منٹ
کا ہو ، ایک لمحے کا ہو، ایک سیکنڈ کا ہو وہ سب زمانیت ہے ۔ یہی صورت حال
جنت میں ہے۔ یہی صورت حال ہر جگہ ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ نے فر مایا...
اللہ ا نا ھو بکل شئی محیط... ایک دائرہ ہے۔ اس دائرے سے کوئی مخلوق باہر
نہیں نکل سکتی ...اللہ انا ھو بکل شئی محیط...یہ ایک اللہ تعالیٰ کا نظام ہے
اس نظام کو سمجھنا آسان نہیں ہے ۔حضور قلندر بابا اولیاء کا یہ ایجازسیدنا
حضور الصلوٰۃ والسلام کا خاص کرم ورحم ہے کہ انہوں نے حضور قلندر بابا اولیاء
کے روپ میں ہمیں ایک ایسی ہستی عطا فر مائی کہ نوع انسانی کو جس نے ان
باتوں کوجو بیس بیس سال پچاس پچاس سال سمجھ میں نہیں آتیں تھیں ۔ایک
اور دو کے حساب سے سمجھا دیا ۔خواجہ غریب نوازکے بارے میں تاریخ شاہد ہے
کہ اٹھا رہ سال کی عمر میں بیت ہو ئے اور چالیس سال کی عمر جب ہو ئی تو
ان کے پیرو مرشد نے پوچھا معین الدین تم کیا کر تے ہو تم کیا کام کر تے ہو۔
انہوں نے کہاحضور خانکہ کاپانی بھر تا ہوں کہا کتنا عرصہ ہو گیا ہے ۔تم کو آئے
ہو ئے کہ صاحب جوان آیا تھا بوڑھا ہو گیا ۔ہونتو انہوں نے فر مایا کہ اچھا تم اب
ہماری مجلس میں بیٹھا کرو۔غور طلب بات یہ ہے کہ بائیس سال خانکہ کا پانی
بھر وانے کے بعد پیرو مرشد نے اپنی صحبت میں بیٹھنے کی ایجا زت دی۔بائیس
سال اور اس کے بعد تعلیم اور تربیت کا سلسلہ شروع ہوا۔اور ایک دن خوش ہو
کر فر مایا کہ مدو انگلیاں اسے کر کے کہ معین الدین اس میں تمہیں کیا نظر آتا
ہے ۔خواجہ معین الدین نے فرمایا:حضور ان دو انگلیوں کے درمیان اس میں میں
اٹھا رہ ہزا ر عالمین دیکھ رہا ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا ٹائم اسپیس سے

گزار نے کے لئے روحانی قدریں اجھا گر کر نے کے لئے خواجہ معین الدین کشتی
جیسے برگیزیدہ بندے کو بہت بڑے بندے کو بائیس سال گزارے تو یہ اللہ کا ہمارے
اوپر رحم اور کرم کہ جو چیزیں با ئیس اور بائیس سال اور چالیس چالیس سال
کے بعدمرشد کریم اور مرید الدین کو بتاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ
کو بہت جلدی سالوں، دنوں،ہفتوں، میں نہیں گھنٹوںمیںحضور قلندر بابا اولیاء کے
فیض سے معلوم ہو ئیں اور آپ کے اندر منتقل ہو گئیں ۔اب یہ اس بات کو ثبوت
ہے کہ آپ لوگ اتنی اتنی دور سے تشریف لا ئے اور شام میںآپ نے وقت لگا یا
اورسب کے ذہنوں نے یہ بات آگئی ہے کہ ہمارے ذہن کھولے ہو ئے ہیں ۔اللہ
تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے صراط مستقیم پر
کھڑا کر دیا ہے۔ توہمیں پو را راستہ کر نے کی ہمت اور توفیق عطا فر مائے ۔
ایک یہ عرض کر نا ہے کہ یہ جو کچھ آپ نے یہاں سیکھا ہے، پڑھا ہے اس کو
یہاں تک نہ محدود کر دیجئے ۔یہاں جو چھو ٹی چھو ٹی نشستیں یہاں آپ نے بنا
ئیں ہیں یا آپ اپنے گھر میں بھی کر سکتے ہیں۔ اپنے بچوں کو بیٹھال کر اپنی
بیگم کو بیٹھال کے اپنے شوہر کو بیٹھال کے ایک گھر کا ماحول ورکشاپ جیسا بنا
لیجئے ۔ہمارا ہر عمل آج سے ورکشاپ کی طرح ہو گا۔آپ اپنے بچوں کو بیٹھا
ئیں، اپنے شوہر کو بیٹھا ئیں، اپنی بیگم صاحبہ کو بیٹھا ئیں،مہینے میں ایک دن
ہفتے میں ایک دن جب بھی موقعہ ملے ایک ماحول بنا ئیں اور اس دن کو ئی بھی
کتاب اٹھالیں کو ئی بھی سوال کر لیں بچوں کی ذہنی ساکت کی مناسبت سے
سو ال و جواب افہام و تفہیم کی ایک مجلس قائم کر یں انشا اللہ اس کا آپ کو
فائدہ پہنچئے گا۔ ایک سال کے بعد ورکشاپ میں آنے سے فائدہ ملتا ہے وہ آپ کو
گھر بیٹھے فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فر مائے اور
ہمارا یہاں بیٹھنا یہاں کی علمی صلاحتیںہمارے لئے مقدس فر مائے ۔آمین

۔